زلزلے نشانیاں، عبرتیں اور احکامات

فضیلۃ الشیخ ڈاکٹر سعود الشریم حفظہ اللہ

حمد وثناء کے بعد!

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾[الحدید:۲۸] ''اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اللہ تمہیں اپنی حالت کا دہرا حصہ دے گا اور تمہیں نور عطا فرمائے گا جس کی روشنی میں تم چلو پھرو گے اور تمہارے گناہ بھی معاف کردے گا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔''

اللہ کے بندو! اتار چڑھاؤ، خوف وامید عطا ہونا اور چھننا، تندرستی اور بیماری لوگوں کی زندگی کا لازمی حصہ ہے۔ لوگ یا تو بھلائی اور نعمت کے طلبگار ہوتے ہیں یا برائی اور ناپسندیدہ چیز سے ڈر رہے ہوتے ہیں۔ لوگوں کا یہ خوف اور امید اُن کے دین، جان، اموال اور ان کی عزتوں سے متعلق ہوتا ہے۔ لوگ ہدایت کی طلب میں ہوتے اور گمراہی سے خائف رہتے ہیں۔ وہ زندگی کی امید رکھتے اور ناحق موت سے ڈرتے ہیں۔ لوگ ظاہری اور معنوی طور پر عقل کی سلامتی چاہتے اور عقل میں کسی بھی قسم کے فتور سے ڈرتے ہیں۔ خوف وامید کی یہی صورت لوگوں کے اموال اور عزتوں میں بھی کارفرما ہے۔ لوگ فطری طور پر حیات بخش بارش کی امید رکھتے اور برباد کردینے والے طوفان سے ڈرتے ہیں۔ اسی طرح خوشخبریاں دینے والی ہواؤں کی امید لگاتے اور ڈرانے والی کندھواؤں سے خوف کھاتے ہیں۔

عقل وخرد سے بہرہ مند لوگ کائنات میں کارفرما اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کا ادراک رکھتے ہیں اور وہ جو وقتاً فوقتاً آیات اور نشانیاں ظاہر فرماتا ہے وہ اس لیے ہیں تا کہ ان کے دلوں میں باری تعالیٰ پر ایمان موجزن رہے اور اس کی بدولت انہیں ایک احساس رہے نیز گزشتہ ایام میں اللہ رب العزت والجلال کا مختلف امتوں سے سلوک بھی نہیں یاد رہتا۔ اس ضمن میں ایسی ایسی مثالیں گزر چکی ہیں کہ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتی ہیں۔ اسی طرح ان کے اذہان میں وہ بھی تازہ رہتا ہے جو الصادق المصدوق نے مختلف زمانوں میں ہونے والے

واقعات کے بارے میں پیش گوئیاں فرمائیں۔

قرآن وسنت میں اللہ تعالیٰ کی جن نشانیوں کا تذکرہ ہوا ہے، ان میں سے ایک نشانی زلزلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں زلزلے کی قسم کھائی ہے۔ فرمایا ﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الرَّجۡعِ وَالۡاَرۡضِ ذَاتِ الصَّدۡعِ اِنَّهٗ لَقَوۡلٌ فَصۡلٌ وَّ مَا هُوَ بِالۡهَزۡلِ﴾[الطارق:۱۱-۱۴] ''بارش والے آسمان کی قسم! اور پھٹنے والی زمین کی قسم! بیشک یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا دوٹوک فیصلہ کرنے والا کلام ہے۔ یہ ہنسی اور بے فائدہ بات نہیں۔''

مزید فرمایا۔ ﴿قُلۡ هُوَالۡقَادِرُ عَلٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَ عَلَيۡكُمۡ عَذَابًا مِّنۡ فَوۡقِكُمۡ اَوۡ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِكُمۡ اَوۡ يَلۡبِسَكُمۡ شِيَعًا وَّ يُذِيۡقَ بَعۡضَكُمۡ بَاۡسَ بَعۡضٍ﴾[الانعام:٦٥] ''آپ کہیے کہ اس پر بھی وہی قادر ہے کہ تم پر کوئی عذاب تمہارے اوپر سے بھیج دے یا تمہارے پاؤں تلے سے یا کہ تم کو گروہ گروہ کر کے باہم بھڑا دے۔''

مفسرین کے نزدیک آیت میں موجود تمہارے ''پاؤں تلے سے عذاب'' سے مراد زلزلے اور زمین میں دھنسایا جانا ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی تا آنکہ علم اٹھا لیا جائے گا، بکثرت زلزلے ہوں گے اور زمانہ قریب ہو جائے گا یعنی وقت نہایت تیزی سے گزرنے لگے گا۔

بندگان الٰہی! نبی کریم ﷺ کے زمانے میں زلزلے کا ظہور نہیں ہوا، انہوں نے صرف قرآن و سنت کے ذریعے زلزلے کے متعلق سنا تو وہ اس پر ایمان لائے اور تصدیق کی کہ وہ اللہ کی ایک نشانی ہے جسے وہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے بھیجے۔

فی زمانہ زلزلوں کی کثرت نبی ﷺ کی اس معجزانہ پیش گوئی کی طرف واضح اشارہ ہے جس میں آپ ﷺ نے قیامت کے قریب زلزلوں کی کثرت کا تذکرہ فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پھٹ جانے والی زمین کی قسم کھائی ہے۔ چودہ سو سال قبل پھٹ جانے والی زمین سے متعلق کسی کو کچھ خبر نہ تھی لیکن گذشتہ صدی میں علم ارضیات کے ماہرین نے اس کا کھوج لگالیا۔ سائنسدانوں نے وہاں زمین کے اندر ایک بہت بڑا اشگاف دیکھا۔

سائنسدانوں کے نزدیک دنیا میں ہونے والے زیادہ تر زلزلوں کا مرکز یہی مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پھٹ جانے والی زمین کی قسم کھانا ایک معجزہ ہے اور یہ اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ بے دینوں کو درست راہ دکھائی جائے اور جو دریافت انہوں نے اب کی ہے اس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ چودہ سو سال قبل کر چکے ہیں۔ یہ اس بات کی طرف بھی واضح اشارہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کے فرامین ذاتی خواہشات پر مبنی نہیں بلکہ اللہ کی

طرف سے کی جانے والی وحی پر مشتمل ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ''اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی اُمّی پر جو کہ اللہ پر اور اس کے احکام پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کا اتباع کرو تا کہ تم راہ راست پر آ جاؤ۔'' [الاعراف: ۱۵۸] تاریخ اسلام میں سب سے پہلا زلزلہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آیا۔ حضرت صفیہ بنت عبید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں زلزلہ آیا، یہاں تک کہ چارپائیاں ہلنے لگیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا تم پر زلزلہ آیا ہے دراصل تم بدل گئے ہو اور تم نے بہت جلدی کی ہے۔ اگر زلزلہ دوبارہ آیا تو میں تمہارے درمیان سے چلا جاؤں گا۔ ایک روایت کے مطابق آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم نے جو (غلط) کام شروع کر دیئے ہیں ان کی وجہ سے یہ زلزلہ آیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر زلزلہ دوبارہ آیا تو میں تمہارے درمیان کبھی نہیں رکوں گا۔''

اللہ کے بندو! بلاشبہ زلزلے اللہ کی نشانیوں میں سے نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی کامل حکمت کی وجہ سے رونما ہوتے ہیں۔ زلزلے سے پہلے اور بعد میں اسی کا حکم کارفرما ہوتا ہے۔ وہ جو چاہے تخلیق کرتا اور جسے چاہے اختیار کرتا ہے وہ اپنے بندوں پر بہت رحم کرنے والا ہے۔ اس کی رحمت اس کے غضب پر حاوی ہے بلکہ اس کی رحمت تو ہر چیز سے بڑی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس کے ثواب پر ہی تکیہ کر کے بیٹھ رہا جائے اور اس کی سزا کو فراموش کر دیا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کی رحمت تو خوب یاد رہے لیکن اس کا غصہ حاشیہ خیال میں بھی نہ آئے اور ایسا نہ ہو کہ اس کا عفو و درگزر ہی ذہن نشین ہو اور اس کی تدبیر سے تغافل برتا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ''کیا بستیوں کے رہنے والے اس سے بے خوف ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب رات کو واقع ہو اور وہ (بے خبر) سو رہے ہوں اور کیا اہلِ شہر اس سے نڈر ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آ نازل ہو اور وہ کھیل رہے ہوں کیا یہ لوگ اللہ کی تدبیر کا ڈر نہیں رکھتے (سن لو) کہ اللہ کے داؤ سے وہی لوگ نڈر ہوتے ہیں جو خسارہ پانے والے ہوں۔'' [الاعراف: ۹۷-۹۹]

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں۔ ''مومن طاعت الٰہی میں لگا رہتا ہے پھر بھی اسے خوف اور دھڑکا لگا رہتا ہے جبکہ گنہگار نافرمانیاں کرنے کے باوجود مطمئن ہوتا ہے۔'' یہی وہ (گنہگار) شخص ہے جو اللہ کی تدبیر سے مطمئن زندگی گزار رہا ہوتا ہے۔

ائمہ کرام نے ذکر کیا ہے کہ زلزلے ان نشانیوں میں سے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو

خوف دلایا ہے۔ جیسا کہ انہیں گرہن وغیرہ سے ڈرایا ہے تا کہ انہیں زمین کا، ان کے جانوروں، کھیتیوں، مال ومتاع اور گھروں کیلئے استقرار اور ٹھہنے کی نعمت کا احساس ہو اور انہیں یہ ادراک ہو کہ زمین میں دھنسایا جانا، زلزلہ آنا اور زمین کا توازن بگڑ نایا تو ایک آزمائش ہے یا پھر امتحان یا پکڑ یا ڈراوا۔ جیسا کہ قوم ثمود کو زلزلے نے آلیا اور قارون کو زمین دھنسا دیا گیا۔

ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ جب آندھی کے وقت خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنا ضروری ہے تو زلزلے اور اس طرح کی دیگر نشانیوں کے ظہور کے وقت تو بالأ ولیٰ توبہ کرنی چاہیے۔ بلاشبہ نصوص دلالت کناں ہیں کہ زلزلوں کی کثرت قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کوفہ میں زلزلہ آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اے لوگو! بیشک تمہارا رب چاہتا ہے کہ تم اس کو راضی کرلو اور اس سے توبہ واستغفار کرو۔'' یعنی توبہ کے ذریعے اس کی طرف رجوع کرو۔ ''اس سے توبہ کرو اس سے پہلے کہ اسے پرواہی نہ ہو کہ تم کس وادی میں ہلاک کردیئے گئے۔''

شام میں زلزلہ آیا تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اہل شام کو لکھا: ''وہاں سے نکل جاؤ اور تم میں سے جس کے پاس صدقہ کرنے کی استطاعت ہے وہ ضرور صدقہ کرے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ﴿قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰی○ وَ ذَكَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی﴾[الأعلیٰ: ۱۴۔۱۵] ''بیشک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا، اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔''

اللہ کے بندو! دین اسلام میں زلزلوں کا اعتبار کیا گیا ہے۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ بھلائی کے ایسے ظاہری اسباب اختیار کرے جو اللہ کی طرف سے بھلائی اور خیر کے موجب ہوں اور ان برے اسباب کو ترک کردے جو اللہ کی طرف سے شر کے موجب ہوں۔

اسی طرح زلزلہ کی صورت میں توبہ واستغفار اور صدقہ وخیرات کا اہتمام کرنا چاہیے، بعض اہل علم سے ایسے موقع پر انفرادی نماز ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں نے زلزلہ آنے پر بصرہ میں نماز ادا کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت رحم کی گئی ہے۔ اس کیلئے آخرت میں عذاب نہیں ہوگا، اس امت کا عذاب دنیا میں فتنے، زلزلے اور قتل وغارت کی صورت میں ہے۔'' اس حدیث سے مراد یہ ہے

کہ امت مسلمہ کو آخرت میں اجتماعی طور پر عذاب نہیں ہوگا البتہ انفرادی طور پر ہوسکتا ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، اس سے معافی اور اس کی رحمت طلب کرو اور اس کے غضب سے ڈرتے رہو۔ اللہ تعالیٰ مہلت دیتا ہے لیکن بھولتا نہیں اور ظالم کو ڈھیل دیتا ہے لیکن جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔

﴿وَ مَا کَانَ رَبُّکَ لِیُهْلِکَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ﴾[هود:۱۱۷] ''اور تمہارا پروردگار ایسا نہیں کہ بستیوں کو جبکہ وہاں کے باشندے نیکوکار ہوں ازراہِ ظلم تباہ کردے۔'' انفرادی اور اجتماعی سطح پر نفوس کی اصلاح کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت بستیوں سے ہلاکت کی نفی کی ہے جب اس کے رہنے والوں میں اپنی اصلاح کی سچی لگن ہو۔ ہلاکت کا ایک موجب نصیحت سے اعراض اور اصلاح سے دامن بچانا ہے۔ قارون کو بھی اس وقت زمین میں دھنسایا گیا جب تک اس کو یہ نہ کیا گیا: ﴿لَا تَفْرَحْ﴾[القصص:۷۶] ''اتراؤ مت۔'' لیکن اس نے تکبر کیا اور اہل ثمود کو بھی اس وقت تک زلزلہ نے آ پکڑا جب تک انہوں نے نصیحت کا برا نہیں مانا۔ اللہ تعالیٰ نے امتوں کو اپنے اس فرمان کے ساتھ خبردار کیا ہے۔ ﴿وَ کَذٰلِکَ اَخْذُ رَبِّکَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰی وَ هِیَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِیْمٌ شَدِیْدٌ○ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ذٰلِکَ یَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِکَ یَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ﴾ [هود: ۱۰۲-۱۰۳] ''اور تمہارا پروردگار جب نافرمان بستیوں کو پکڑا کرتا ہے تو اس کی پکڑ اسی طرح کی ہوتی ہے۔ بیشک اس کی پکڑ دکھ دینے والی اور سخت ہے۔ ان (قصوں) میں اس شخص کیلئے جو عذاب آخرت سے ڈرے عبرت ہے۔ یہ وہ دن ہوگا جس میں سب لوگ اکٹھے کیے جائیں گے اور یہی وہ دن ہوگا جس میں سب (اللہ کے روبرو) حاضر کئے جائیں گے۔''

دوسرا خطبہ

حمد وثناء کے بعد! قوموں کو خوف دلانے کے اللہ تعالیٰ کے کچھ طریقے ہیں۔ وہ جنگوں کے ذریعے امت کو خوف دلاتا ہے۔ نقص امن کے ذریعے سے مالوں، جانوں اور پھلوں میں کمی کے ذریعے سے اور فتنوں اور زلزلوں وغیرہ کے ذریعے سے۔

اللہ کے بندو! پھر اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے ﴿وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ○ الَّذِیْنَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌ

قَالُوْا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ○ اُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ﴾[البقرة: ۱۵۵ ـ ۱۵۷] ''تو صبر کرنے والوں کو (اللہ کی خوشنودی کی) بشارت سنا دو، ان لوگوں پر جب کوئی مصیبت واقع ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کا مال ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر ان کے پروردگار کی مہربانی اور رحمت ہے اور یہی سیدھے راستے پر ہیں۔''

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ آزمائش اور خوف سے جسے ڈرایا گیا تو اس کا نتیجہ بہت اچھا نکلا۔ مثلاً جو شخص اللہ کو یاد کرتا ہو اور اس کی طرف رجوع کرتا ہو تو اس کیلئے ہدایت ثابت ہو جاتی ہے۔ اللہ کی طرف سے ڈراوا آنے میں زمان و مکان کی کوئی قید نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا زمانہ سب سے بہترین زمانہ تھا، اس میں بھی سورج گرہن ہوا اور آپ ﷺ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ سورج گرہن کے ذریعے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔

دوسری طرف افکار میں پراگندگی، علم اور اللہ پر ایمان کی کمزوری کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ زلزلے کی صورت میں صرف طبعی تبدیلیوں کو ان کا سبب قرار دے دیا جائے اور اس کے پیچھے کارفرما حکمت کو سرے سے فراموش کر دیا جائے۔ یہ باور کر لیا جائے کہ اس میں نہ تو ایمانیات کا کوئی دخل ہے اور نہ اس سے رقت قلب اور خشوع کا کوئی تعلق ہے۔ ان لوگوں کو تو چھوڑیے جو اللہ کی نشانیوں کے ذریعہ نصیحت کرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں اور انہیں پسماندہ، رجعت پسند اور ہر چیز میں دین کے بے جا طور پر داخل کرنے والے قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ زلزلوں کا سبب معلوم ہو چکا اب ان کو سزا یا ابتلا یا آزمائش قرار دینا کس طرح روا ہے۔ اگر زلزلوں کے ظاہری اسباب ہی کو مطمع نظر بنا لیا جائے تو آزمائش، امتحان اور پکڑ کا تصور کہاں جائے گا؟

آیئے ہم جائزہ لیتے ہیں کہ ان میں سے کون سی سوچ درست ہے۔ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت زید بن خالد الجہنیؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی، اسی رات بارش ہوئی تھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے لوگوں کی طرف منہ کیا اور فرمایا: معلوم ہے تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) تمہارے رب کا ارشاد ہے کہ صبح ہوئی تو میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لائے اور کچھ میرے منکر ہوئے جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہمارے لیے بارش ہوئی تو وہ میرا مؤمن ہے اور ستاروں کا منکر، اور جس نے کہا کہ فلاں تارے کے فلانی جگہ پر آنے سے بارش ہوئی تو وہ میرا منکر ہے اور ستاروں پر ایمان لانے والا۔

بارش، جواللہ کی ایک تکوینی سنت ہے جس کیلئے استسقاء کی نماز اور دعا مشروع ہے، اس کے باوجود ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو اس کو مادی اسباب تک محدود سمجھتے ہیں اور اس کی جامد عقل یہ ماننے کیلئے آمادہ نہیں ہوتی کہ اس میں عبرت، ثواب وعقاب اور آزمائش کا پہلو بھی مضمر ہو سکتا ہے۔

اس پر کوئی تعجب نہیں، کیونکہ اللہ نے فرمادیا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ حَقَّتۡ عَلَیۡهِمۡ کَلِمَتُ رَبِّکَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۝ وَ لَوۡ جَآءَتۡهُمۡ کُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰی یَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِیۡمَ﴾[یونس: ۹۶۔۹۷] ''جن لوگوں کے بارے میں اللہ کا حکم (عذاب) قرار پاچکا ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے جب تک کہ عذاب الیم نہ دیکھ لیں خواہ ان کے پاس ہر (طرح کی) نشانی آجائے۔'' مزید فرمایا: ﴿وَ مَا نُرۡسِلُ بِالۡاٰیٰتِ اِلَّا تَخۡوِیۡفًا﴾ [الاسراء: ۵۹] ''ہم نشانیاں اسی لیے تو بھیجتے ہیں کہ لوگ انہیں دیکھ کر ڈریں۔''

اے اللہ! ہمارے کمزور دینی بھائیوں کی ہر ملک میں مدد فرما۔ اے اللہ! دشمن پر ان کی مدد فرما۔ اے اللہ! ظالموں پر ان کی مدد فرما۔ اے اللہ! اے عزت واکرام والے! بغیر دیر کیے ان کی جلدی مدد فرما۔ اے عزت واکرام والے! برما فلسطین اور شام میں ہمارے بھائیوں کی دشمنوں پر مدد فرما۔

اے اللہ ہم سے غلو، وبا، سود، زلزلوں اور آزمائشوں کو دُور کردے۔ اے جہانوں کو پالنے والے رب! اے عزت وجلال والے! اس شہر مکہ کو خصوصاً اور بالعموم مسلمانوں کے تمام شہروں کو ظاہری اور باطنی فتنوں کے شر سے محفوظ فرما۔ آمین یارب العالمین! (بشکریہ: ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور)

جناب محمد عارف بحریہ ٹاؤن (اسلام آباد) کو صدمہ

ان کی والدہ محترمہ کا انتقال پُر ملال

مورخہ 19 نومبر بروز جمعرات نائب مدیر الجامعہ حافظ عبدالغفور مدنی کے انتہائی قریبی دوست اور ساتھی جناب محمد عارف بحریہ ٹاؤن (اسلام آباد) کی والدہ محترمہ طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند اور انتہائی صابرہ وشاکرہ خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ مولانا قطب شاہ نے بحریہ ٹاؤن میں پڑھائی جس میں نائب مدیر الجامعہ حافظ عبدالغفور مدنی، مولانا سلیمان قلندر کے علاوہ ان کے اعزہ واقرباء نے کثیر تعداد میں نماز جنازہ میں شرکت کی۔